ان اولیاء الله و

دریں زمان میمنت توامان

گلیخان بهادر بادشاه مسلمین نظام الملک

رفع الاشتباه عن صفات صوفیه

۱۳۱۴ ہجری

من تالیف واقف اسرار ربانی وعلوم وجدانی مقبول درگاه لم یزلی الغنی فیض عالم العر

مولوی سید احمد علی حسنی قادری وچشتی ونقشبندی وسهروردی دام فیوضهم

مطبوعه مطبع نظام دکن واقع رزیدنسی حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و ثنا اوس ایزد جل و علا حکیم علی الاطلاق کو جسنے (کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً) سے اعراض مجتمعہ یعنی عالم کو بے اسباب اور بلا امداد محض ایک نفظ (کن) سے بلباس گونہ گون جلوہ شہود مین لایا۔ بہ لطایف ابداع و صنایع اختراع قدرت کاملہ سے اجزائی مجموعہ مبدعات علوی و سفلی و ارضی مین بعض کو بعض پر فوق دیکر ہیولائے جنسیہ سے جسد طیبہ کو کسوت حیات پہناکر نفس مطہرہ بنایا اور خود ہی (وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ) فرمایا۔ یہ ناچیز۔ اور تمامی عالم جسکا ظہور ہوا ہوا ہے اور ہوگا۔ یا یہہ کہ اوسکی ہستیت مین جتنے صور علمہ اعیانیہ مین باہم ایکزبان ہوکر جرات کرتا تو درکنار محض ارادہ بھی کرتا۔ دلیل بے ادبی ہے۔ چونکہ قدیم کی ثنا حادث سے غنی کی محتاج سے رب کی مربوب سے خالق۔ کی مخلوق سے۔ واجب۔ کی ممکن [illegible] قی کی۔ تماتی سے (اَلضِّدَّانِ لَا يَجْتَمِعَانِ) کے قاعدہ سے محال ہے۔ [illegible]ک الملک کی تعریف تو وہی کرسکتا ہے جو اوسکی معرفت سے کماینبغی بلا عطائی [illegible]ب ماہر ہو۔ عالم مین یہ صفت کہان۔ بات تو یہ ہے کہ اوسکی تعریف کا وہی سزاوار ہے [illegible]ن اوس کے عطیہ اور نعمتون اور بزل بخشون کی شکر و منت واجب ہے۔ بندہ کو

عجز اور انکسار سے اپنے آقا کا مشکور رہنا شیوۂ غلامی ہے یہہ ہی دعوی کسوت انسانی
سے باطل ہے۔ کیونکہ غلام کیلئے عطیہ انسانیہ اون نعمتونکی حد و شمار قید زبان سے باہر نہین
اوس داور دو جہان کی وہ کونسی نعمت ہے جو احاطۂ شمار مین آسکے۔ کریمی۔ کارسازی
بے نیازی۔ بندہ نوازی۔ یہہ سب اوسی ذات کو ہے۔ اوسکی لاگنتی اور غیر متناہی بخششین
دل و زبان کو عاجزی کی راہ سے بہ عجیب ساکت کر رکہی ہین بحکم (وان من شیء الا یسبح)۔
وہی ہمارے ہی اغراض اور کار برآری کا مدار ہے۔ (من عمل صالحا فلنفسه ومن اساء فعلیها)۔
یعنی جسنے عمل کیا نیک پس اپنی ذات کے لئے۔ پس براہ عجز دعا مانگتا ہمارا کام ہے ای خدا یا تو
اپنے فضل و کرم سے اس حقیر ناچیز کو دنیا ناپائیدار سے نقل کئے تک اپنے ہی شوق اور
محبت مین رکہہ اور وہان بہی تیرے ہی فضل کی رہنمائی سے تیرے رحمت و دیدار سے مشرف
فرما۔ (آمین یارب العلمین)۔

نعمت نبی چہوٹا منہہ بڑی بات۔ خدا جسکی تعریف فرمائی وہ شان شوکت والا سردار۔
(لولاک لما خلقت الافلاک) باعث اکوان آقائی ولی نعمی جسکو دونون جگ کی سرداری
ملی ہو۔ کیا مجال جو اوسکی نعمت ہو سکے۔ یہ بڑے مستقل کا کام ہے کہ درود نامحدود اور سلام
کی حد تک اپنے کو رکہے۔ اے اللہ تو اپنی بے پایان رحمت و فضل سے انکی امت مین داخل
کر کے سارے امم مین امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمکو شرف بخشا۔ ایسا سردار جسکو تو نے
(اول ما خلق اللہ نوری) کر کے حکمت بالغہ و کاملہ سے خاتم النبی بنایا اور اوستاذ دنیوی کے
بارگران سے بچا کر امی لقبی سے سرفراز فرما کر (وعلمك ما لم تكن تعلم) جنکے سینہ [illegible] کو
سارے علوم کا منبع و معدن بنا کر (انا افصح العرب والعجم)۔ (اول ما خلق اللہ العقل)
کائنات پر ممتاز فرمایا۔ اون پر اور اونکی آل اور اصحاب اور ازواج مطہرات پر درود

اپنی رحمت نامتناہی سے نازل فرما۔

سبب تصنیف

نیاز مند سے بعض احباب نے یہ فرمایا کہ بعض موجودہ مشائخین کی نازک حالت نے صوفیائے
کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یعنی ہمارے اسلاف پر بہت سے فرقون کو کہلی زبان کر دیا بہتر
ہوگا کہ اونکی زبانین روک دی جائین۔ اس حقیر ناچیز ہیچمدان فیض عالم عرف سید آحمد علی ولد
سید وزیر علی چشتی کو اسپر مجبور ہی کیا کہ اونکی فرمایش پوری کرون چہوٹی بضاعت پر (من
صنف فقد استهدف ومن الفقه استقدف) تالیف اور تصنیف کی جرات کب کر سکتا متقدمین
کے اقوال کو متعدد کتابون کے ذخیرہ سے اون کے افعال کا نقشہ جسکے عکس پڑنے سے
عوام کی بہتری مقصود ہے جمع کر کے اخلاقی۔ علمی مضامین اور اونکی رفتار اور مدارج سلوک
مین نہین کہونگا کہ شستہ اردو فارسی عربی مین قوم کی خدمات کیگئی ہے مجہے اسکا اقرار ہے کہ
مین اہل لسان نہین ہون۔ ہرگز ہرگز اسکا فخر نہین کرونگا کہ اکثر عوام کی افسوسناک غلطفہمی کو
کسیقدر یہ ٹوٹے پہوٹے اردو جملہ ایک حد تک اصلاحی حالت بتلانیکی قابل متصور ہونگے۔ اگر
اللہ چاہے۔ مجہے نکتہ چینی سے مطلق عار نہین بلکہ فخر ہے کہ مین انہین بزرگونکا زلہ بردار ہون
اور اوسپر ہی ناز ہے کہ اہل علم قدر دانون کی توجہہ بالعموم خطا کی گرفت پر نہین ہوتی برعکس اسکے
یہہ امید ہے کہ جہان کہین بہدہ جملہ اور بہونڈی عبارت نظر آئیگی اپنے حوصلہ اعلی العلم والی
سے عیب چینی کے عوض عیب پوشی کر کام فرماوینگے اور خوفناک غلط مضامین کی فوراً
اصلاح فرما کر مجہے ممنون اور مشکور اور شکریہ ادا کرنیکا فخر بخشینگے۔ اور اس عاصی کے
حق مین خالصاً للہ دعاء خیر فرماوینگے۔ مخفی نرہے کہ اس مختصر رسالہ کو دو مقاصد پر
ختم کر کے رفع الاشتباه عن صفات صوفیا نام رکہا مقصد اول مین معترضین صوفیہ کرام

کی تشنی کرائی گئی ہے۔ اور مقصد دوم مین محمدان صوفی شعار کی تنبیہ ہے۔

مقصد اوّل

اے میرے پیارے دوست بعض فرقون نے طالب مولی و خدا طلبی کی راہین نہایت ہی تنگ کر رکہی ہین۔ کوئی اگر اپنی سعادت ڈہونڈا چاہتا ہے یا تکمیل سعادت کیا چاہتا ہے تو پہلے ہی سے غول بیابانی کی طرح ہر طرف سے ہجوم کرکے پریشان بنا دیتے ہین بہول گئے ہین۔ اوسکو جو اللہ صاحب نے سورۂ آل عمران فرمایا ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا وذکر نعمة اللہ علیکم اذ کنتم اعدا فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا۔ ترجمہ مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب ملکر اور پہوٹ نہ ڈالو اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب تہے تم اپسمین دشمن پہر الفت دی تمہاری دلونمین اب ہوگئے اوسکے فضل سے بہائی۔

خداوند کریم اپنے فضل اور حبیب حضرت محمد مصطفیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے جو نفاق کہ ہماری قوم مین روز بروز افزون ترقی ہے جسکی بدولت دین سے تو گئے گذرے دنیا مین محض افلاس ہی ہمارے گلوگیر نہین ہوا۔ بلکہ جوش اسلامی جو ہمارے رگونمین موجزن ہونا چاہئے تہا ہم سے ایسا چہن گیا کہ یہ یقین کرنا بہت مشکل ہوگیا کہ آیا اسلامی دنیا اسکو کہتے ہین۔ کہ اسلاف پر وار چلانا بزرگان دین کو برا کہنا ذرا ذرا سی بات مین جہگڑے ڈالکر قوم مین پہوٹ پیدا کر دینا باعث افتخار مانا جا رہا ہے۔ دور فرما دے۔ آمین یا رب العالمین العزیز۔ سب سے پہلی اور سب سے افضل۔ اور سارے امراض رذیلہ کی قاطع۔ اور اخلاق فاضلہ کی جامع بات یہہ ہے کہ کتاب اللہ۔ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کو مضبوط پکڑ اور اصحاب کبار اور آل عطرت تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے

کے طریقہ پر چل اور نفاق کے زہریلہ اثر سے ہمیشہ گریزان رہو۔ اللہ صاحب سورۂ روم مین فرماتا ہے۔ (ولا تکونوا من الذین فرقوا دینهم وکانوا شیعا کل حزب بما لدیهم فرحون ترجمہ۔ نہو اونمین سے جنہون پہوٹ ڈالی اپنے دین مین اور ہو گئے بہت گروہ ہر فرقہ جو اپنے پاس سے اوسپر خوش ہو رہے۔) پس اون افاقی نفاق اندازون سے کچہہ خوف نکر اور یہ یقین جان لے کہ تو جو راہ چل رہا ہے یہی راہ مستقیم ہے۔ کیونکہ رب العزت نے سورۂ انعام مین فرمایا ہے وان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله ذالکم وصکم به لعلکم تتقون۔ ترجمہ۔ یہہ راہ میری سیدہی ہے سو اسپر چلو اور مت چلو کئی راہین پہر تمکو پہیر دین گے۔ اوسکی راہ سے یہہ کہدیا ہے تمکو تاکہ تم بچتے رہو۔ اور بشارت دی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وتفترق امتی ثلث وسبعین ملة کلهم فی النار الا واحدة قالوا من هی یا رسول اللہ قال ما انا علیه واصحابی ترجمہ۔ پہوٹکر ہو جانیگے میری امت تہتر فرقہ کہ سب وہ دوزخی ہون گے سوا ایک فرقہ کے اصحابون نے عرض کیا کون ہے وہ ایک فرقہ یا رسول اللہ تو فرمایا وہ لوگ جو اس طریقہ پر ہین جسپر مین ہون اور میرے یار۔ ملاحظہ ہو سالم حدیث مشکات باب الاعتصام دالسنت مین جنکو ترمذی نے ذکر کیا عبداللہ بن عمر سے۔ پس ہمارا کہنا یہ ہے کہ حاسدون کے بہکانے پر نجا۔

اور بزرگان سلف مجتہدین و محدثین و متصوفین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے عداوت رکہنی چاہئے نہ بغض۔ انہین کی اطاعت اور روِیہ پر چلنا حصول سعادت دارین ہے اہل سنت جماعت کا طریقہ بہت پیارا طریق ہے۔ جمہور عالم جس جانب ہے تو بہی اودہر ہی رہو۔ سواد اعظم کا ہرگز خلاف نکر۔ اور یہ یاد رکہہ وہ گروہ مزدوم حفظ

ین ہے جنکو کسی ایک جانب غلو ہوتا ہے - العزیز جو فرقہ اپنے زعم مین تیری تکذیب کرتا ہے
دراصل وہ تیری تکذیب نہین - بلکہ سرے ہی سے درپردہ بزرگان دین پر طعن ہے یہہ
اونکا محض بے بنیاد عناد و لاعلمی کی راہ سے ہے یہان ہم اون بزرگان دین سے مراد
لیتے ہین جو اولیا اللہ ہین تاکہ مشتبہ ہوجائین وہ لوگ جنکو صوفیا کرام کے ساتھہ
سوء ظن ہے - چونکہ حضرات صوفیا کرام کے مسایل جسمین بہت بڑا گہراو ہے -
اونکی عقل تہہ تک رسا نہونے سے عاجز اگر زیادتی اور فضولی کی راہ سے اپنے مخالف پر
تکفیر کے نعرہ بلند کردے حقیقت مین اونکا قصور نہین اون کے سینو نمین
حسد کی مشعل بہڑکی ہوی ہے - تیری تعلیم او تفہیم اون کے عداوت کی آنچ
ہمیشہ تیز ہی کرتی رہیگی - حتی کہ تو سکوت ہی کرلے - کیونکہ یہہ لوگ
حسد کی بدولت طریقہ مناظرہ سے منزلون دور ہین - یعنے
اپنے خصم کے ساکت کرنے کو ایک شعر - مصرع - دوہڑ
تک تو چہوڑتے نہین - اگرچہ کہ وہ تعلیم نامہ ہی کیون نہ ہو
برخلاف تیرے پیش کردہ استدلال کے گو وہ کیسے ہی مستند کیون نہ ہون
صاف کہدینگے - کہ کیا یہ معصوم کا قول ہے اگر قران اور احدیث سنایا جاے
تو بیقاعدہ طریقہ سے جہٹ تاویل پر آمادہ ہوجاینگے - ای عزیز جو فرقہ اپنے خیال
مین آپکو توحید پر مضبوط اور محقق تصور کرتا ہے اور بزرگان دین پر شرک کا اتہام
لگاتا ہے محض نادان اور جاہل ہے - نص قران ظاہر - تواتر - اجماع - سلف -
کے خلاف مشائخین کبار کے عقاید مین تباین و تناقض ہرگز ثابت نکرسکیگا - یہہ
اونکا محض ظن ہی ظن ہے جو بزرگان دین کے اقوال ظاہر پر حکم لگاتے ہین -

اوس مخالف گروہ سے یہہ سوال کیا جاوے کہ ایک بہائی مسلمان کی تکفیر کن کن صورتون
مین کس کس استدلال سے ہوسکتی ہے - تو عدم استطاعت قوت اجتہادی نفس سے احکام
کے استنباطات کی شکلین شخص توکرہی نہین سکتے خیر سُنا سنی اونہین بزرگان دین
کی زلہ برداری سے جو کچہہ نصیب ہوا گو یہہ تقلید نہ ہی سہی اپنے زعم بجا ہے بیادہ تو فرمائین
کہ صوفیا کرام پر جو اتہام کہ لگایا جاتا ہے - وہ کس قاعدہ سے صحیح ہے - اگر اونکے
اقوال ظاہر لغوی معنون پر محمول کرتے ہو تو یہہ تمہاری فاش غلطی ہے - کیونکہ ہر علم کے
معارف اور استعارہ جدا ہین اہل ہندسہ طبیب کی تشخیص مین غلطی قرار نہین دیسکتا
اور ہم اسکو واضح طور پر بتلاتے ہین کہ اقلیدس کی شکلین جاننیوالا علم حدیث - تفسیر
فقہہ - تاریخ - احوال رجال - جغرافیہ - عروض - ہیئت - انشا - صرف نحو معنی منطق - بدیع
اصول - لغت - وغیرہ وغیرہ ہر علم مین وہ طفل مکتب ہے - ایک علم کے جان لینے
سے دوسرے علوم کے اغلاط کی گرفت پر قادر ہونیکا دعوی جہل مرکب ہے - جسکی
بضاعت علمی محض صرف ذاتی ہے جسکو لفظون کی بناوٹ سے تعلق ہے وہ دوسرے
علوم کے مسایل غامضہ مین غور و تامل کرکے غلط قرار دینے مین کوشش کرے تو معمولی
سی معمولی سمجہہ والا بہی یہی کہیگا کہ ارے نادان اور علوم کو صرف کے کون سے حصہ مین
پاسکتا ہے - ایک ہاتہہ والے بٹ کی میزان سے جسمین اشیاء ثقیلہ کا وزن ہوتا ہے
علم اسطرلاب کی میزان ذہن مین تصور کرکے آفتاب اور دیگر ستارونکا ارتفاع
حرکات اسموات دریافت کیا چاہتا ہے -
اگرچہ کہ میزان کا ایک لفظ واحد ہے مگر مختلف اوزان کا مقیاس ہے تو کہا تو اون
سبکو اپنے اسی بٹ پلہ سے تولنا چاہتا ہے - نہین نہین - بلکہ ہر علم کے استعارات

اور مجازات اور اصطلاحات اور عرفیات کا ماہر اور عارف تو ہوئے۔ اور اختلاف و اجماع
کے بیان مین سلف سے جو کتابین تصنیف ہوئین جنکا اجماع ہی مشکل ہے پیدا تو کر ورنہ
تبری دو چار کتابونکی مبلغ علمی سے اون امور کے ادراک کا دعویٰ باطل ہے۔ کیونکہ موضوع
ہر علم سے وہی مراد ہے جو اوس علم کے اعراض ذاتیہ اور احوال متعلقہ پر ایک چیز سے
بحث کی جائے۔

ایعزیز۔ اب مجھے اسبات کا یقین تو ہو چکا ہوگا کہ ایک علم اور فن کا ماہر دوسرے علوم کا وہ
جاہل رہے تاوقتیکہ اوس علوم سے وقفیت نامہ حاصل نہو دوسرے علوم کے مسایل کے
غلط قرار نہین دیسکتا۔ نادانستہ کا دخل دینا جہالت سے خالی نہوگا۔ اب کوئی یہ سوال
کرے کہ جو کچھہ بیان ہوا صرف دعویٰ ہی دعوی ہے خصم کے نزدیک دعوی بلا دلیل
حجت نہین۔ چونکہ مسائل دین تو آسان ہے۔ اسلام کچھہ ایسی چیز نہین تاوقتیکہ کوئی
دین قبول نہ کرے مسایل دین اوسپر منکشف نہون ہر عاقل اس زمرہ مین داخل
ہونے سے قبل یہہ سمجھتا ہے کہ لازمی اور ضروری مفید شئی کیا ہے برے سے اچھی
کو علیحدہ کرنیکی تمیز قدرتی طور پر ہر نبی نوع انسان کو حسب استعداد عطا ہو چکی ہے۔

بھائیجان۔ سائل کے سوال کی دو شقین ہین پہلے مسایل دین کو آسان بتلاتا ہے
دوسرے یہ دعوی ہے کہ اسلام مین آنیکی ہی ضرورت نہین ہر انسان اوسکی خوبی جان سکتا ہے
شق اول کا تو یہ جواب ہے کہ بیشک دین اسلام عمدہ اور بہت ہی آسان ہے۔ اور رسالت
سے مقصود اور غایت بھی یہی ہے کہ جاہل سے جاہل بھی اللہ صاحب کے
اوامر و نواہی سے ماہر ہوکر اوسکا معمل ہے۔ مگر یہ اونہین کے لئے ہے جنکے دلونین
صبغ نہین ہے۔ (اخرج الظلمات النور) انہین کے دل مین کہ نور ایمان سے مالامال ہین۔

نہ یہہ کہ جنکے دلون پر اللہ کی مہرین ہو چکی ہین۔ بھلا وہ کیونکر کفر کی ظلمت سے نکلکر
اسلام کے روشنائی سے استفادہ پا سکتے ہین۔ شق ثانی کا یہہ جواب ہے کہ
ہر انسان اگر بطور خود خوبی اسلام کو پا سکتا تو کتاب الہیہ اور نبیونکے آنیکی کون ضرورت
تہی۔ ہر انسان بطور خود اپنے لئے ساری خوبیان جمع کر لیتا زمانہ مین اسلام کے
سوا دوسرے اقوام کی کثرت اور مذہبی تعصب کا نشان تک نہ رہتا۔ ہان یہہ
صحیح ہے کہ بوقت پیدائش فطرتاً انسان اسلام پر ہوتا ہے بمصداق اس
حدیث شریف کے۔ (کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ
او تبصرانہ او یمجسانہ) بھائی جان مسایل دین اسلام مین ایمان اور اعمال بھی
ہوتے ہین جو اہل اسلام پر بہ طریق فتوی کاربند ہوتا ضرور کیا فرض ہے۔ مگر
صوفیا کرام کے نزدیک اسی ایمان اور اعمال کا رنگ جدا ہوتا ہے عام لوگ جسکو شرک
خفی سے تعبیر کرتے اونکے یہان وہ شرک جلی سمجھا جاتا ہے۔ جب ہی تو اللہ صاحب اپنے
مقدس کلام فرماتا ہے (یبدل اللہ سیئاتہم حسنات) یعنے بدل دیتا ہے اللہ
بدیونکو نیکی سے۔ اور یہ حدیث شریف ہے۔ (حسنات الابرار سیاۃ
المقربین) بھی انہین بزرگون کے جانب اشارہ ہے۔ کیونکہ وہ ڈرتے ہین۔
اللہ صاحب کے اوس حکم کی تعمیل کے جانب جو فرمایا (ان اکرمکم عند اللہ اتقکم)
ترجمہ بزرگ تم مین سے اللہ کے پاس پرہیزگار ہے۔ چونکہ رب العزت نے اپنی
مقدس کلام مین اتقی کے لفظ کو بہت جگہہ تکرار فرمایا ہے۔ اور اس حدیث شریف
کے پورے کاربند ہین۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (من کان للہ
کان اللہ لہ) ترجمہ جو حق تعالی کا ہے حق تعالی اوسکا ہے اور اس حدیث شریف

مضمون کو خوب سمجھے ہوئے ہین۔(من احب شیئا اکثر ذکرہ) ترجمہ جو شخص دوست رکھتا ہے جس چیز کو بہت کرتا ہے ذکر اوسکا۔ پس انہون نے اللہ ہی سے دوستی مضبوط پکڑی۔ وذکر اللہ ذکرا کثیرا ۔ فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون ؒ کے پورے پورے پابند ہوئے۔ ہمارے اکابران سلف کیا متقدین اور کیا متاخرین اہل سنت جماعت صوفیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ اوس ذات مستغنی عن الموجد کے دریائے وحدت مین کلمۂ طیبہ (لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ) کے تحت اپنے عقاید اور ایمان کی کشتی کو براہ نمونی واتباع حکم ناخدائے جہاز امت سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم توکل الی اللہ چھوڑ دے طریقہ سلوک سے توحید اور رسالت کے حدود مین بمصداق اِس حدیث شریف کے جسکو صاحب مشکات نے مشکات کے باب المفاخرہ مین لکھا ہے بخاری اور مسلم نے ذکر کیا عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اخرج الشیخان عن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تطروني كما اطرت النصاری عیسے ابن مریم فانما انا عبدہٗ فقولوا عبد اللہ ورسولہ ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو حد سے مت بڑہاؤ جیسا کہ عیسی ابن مریم کو نصاریٰ نے بڑہایا۔ مین تو اوسکا بندہ ہی ہون سو یہی کہو کہ اللہ کا بندہ اور رسول ہے۔ افراط و تفریط کو حاشا و کلا شمہ برابر بھی جگہہ نہین دی۔ وہ یہہ جانتے ہین کہ اللہ صاحب خود فرماتا ہے حضرت سے جانب مخاطب ہوکر کہ کہو اے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (انا بشر مثلکم) یعنے مین بھی بشر ہون مانند تمہارے صوفیائے کرام مشائخان عظام کا تو یہہ قول ہے۔ اگر خط مرتب نیستی زندیقی

ملاحدہ۔ اور زندقہ۔ اور مشائخین کے خیالات فاسدہ کے انسداد کیلئے کہدیا ہے کہ انسان کیسا ہی الوالعزم کیون نہ ہو دائرہ ممکنات سے تجاوز نہین کر سکتا کسی ممکن کو اونہون نے واجب الوجود نہین ٹہرایا۔ خالق مطلق کے مقابل کسی مخلوق کا شمار رنگ یکتا۔ رب العزت کے اوپر و کل عالم کی ہستی کو ہستی نہین جانا۔ کل عالم کو محتاج الی اللہ سمجھتے ہین قصور نہین کیا۔ اوس بیچون اور بیچگونہ کے واحد۔ یکتا۔ یگانہ۔ مانتے ہین ذرا بھی تشبیہ کو دخل ندیا۔ بہمہ وجوہ ساری تنزیہہ اوسی کے لئے تصور کئے۔ اور جو کچھ تشبیہ مین گفتگو ہے۔ وہ امر غامض ہے مگر تب بھی تنزیہہ سے بہری ہے بمصداق اسکے (تفکروا في صفات الله ولا تفکروا في ذات الله) کے پابند ہین۔ ذات مین تو گفتگو درکنار صفات مین۔ علماً تصرفاً۔ حیاً دتاً۔ عاوتاً۔ کسیکو ساجھی سمجھنا شرک جلی جانتے ہین۔ اوسکے صفات ذاتیہ مین کسنے کلام تک نہ کیا۔ اوسکو قدیم۔ اور عالم کو حادث کہا۔ اوس مالک الملک کی شان و شوکت عزت وجلال کے روبرو باآواز بلند پکار اوٹھے ہین۔ اول و آخر بوجود حیات۔ ہست کن و نیست کن کائنات بکیفیت درین وسنگہہ دربائے کوس لمن الملک زند خیر خدائے۔ العزیز تقریر کیلئے بہت بڑی وسعت ہے۔ اب ہم صرف اتنا ہی تبلاکر بس کرتے ہین کہ اولیاء اللہ کے پاس صوفی اور محب کون مانا جاتا ہے۔ اور یہہ ہم اِسلئے تبلاتے ہین کہ اون لوگون کے شکوک دور ہوجائین جنکو اِس قوم سے بدظنی ہے۔ صاحب جواہر الحقایق لکھتے ہین کہ لکھا ہے شیخ عبد اللہ بن مالک نے هو الذي يكون في وجهه حياء وفي عينه بكاء وفي قلبه صفاء ولسانه ثناء وفي يده عطاء وفي وعده وفاء وفي نطقه شفاء ()

جوامر الحقایق مین ہے کہ فرمایا صاحب اداب المریدین نے۔ اخلاق اصحاب علم تصوف ہے
تواضع۔ نصیحت۔ شفقت۔ بار برداری۔ موافقت۔ بشاشت۔ الفت۔ بذل جاہ و مال عفو
حسن ظن بر خلایق۔ تصغیر نفس خود۔ توقیر خوان۔ رحمت بر صغیر و کبیر۔ دعا بر ظالم وغیرہ
یہ تمام وصف ظاہری صوفی ہے۔ اور وصف باطنی تخلیہ باطن از ما دوان حق و
تصفیہ قلب از غبار اغیار۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صوفی وہی ہے
جسکے مکاشفات و مشاہدات قول و فعل پر شرعاً اعتراض نہو۔ حضرت بایزید بسطامیؒ
نے فرمایا اگر زمین سے اوڑکر آسمان تک پہونچے اور وہ شریعت مطہرہ کا پابند
نہوا۔ اوسکو کمال سے کوئی نسبت نہین اور آپ ہی کے واقعات مین لکھا ہے
کہ آپنے سنا کہ شہر مین ایک شخص با برکت آیا ہے۔ آپ بھی بغرض استفادہ
اوسکے پاس گئے۔ اثناء گفتگو مین اوسنے قبلہ کے جانب تہوکا آپ فوراً وہان سے
لوٹ گئے۔ لوگون نے واپس لوٹنے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ بھائی
جسکو قبلہ کے اداب تک یاد نہو وہ کیا فائدہ دیسکتا ہے۔ حضرت ذوالنون
مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا محبت الہی کی نشانی یہی ہے۔ کہ حضرت محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات اقوال و افعال او امر و نواہی بجمیع
سنن کی پیروی مین چست و چالاک ہو۔ (یحبہم یحبونہ) ترجمہ دوست
رکہتا ہے خدا اونہین اور دوست رکہتے ہین وہ خدا کو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تک بندہ سب چیزون سے زیادہ خدا اور رسول
کو دوست نہ رکہے اوسکا ایمان درست نہین۔ اور فرمایا کہ اہل و عیال زر و مال
تمام خلق سے زیادہ دوست نہ رکہے جب تک وہ ایماندار رہین حضرت صدیق

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جسنے خدا کی خالص محبت کی وہ دنیا اور خلق سے
متنفر دیا زرہا۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جسنے خدا کو سمجہا اوسنے
خدا کو دوست رکہا اور جسنے دنیا کو سمجہا اوسنے دنیا کو دشمن جانا۔ حضرت سری سقطیؒ
فرمایا کہ قیامت مین یا امت موسیٰ۔ یا امت عیسیٰ۔ یا امت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم
اور خدا کے دوستون کو یون پکارینگے کہ اے اولیاء اللہ تعالیٰ کے پاس آو۔
حضرت رابعہ بصریؒ کے روبرو بہشت کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا۔ (الجار ثم الدار)
یعنے پہلے صاحب خانہ بعد گہر۔ حضرت معروف کرخیؒ سے ایک نے پوچھا کہ آپکو موت
کا خوف یا قبر کا عذاب یا دوزخ کی ہیبت۔ یا بہشت کی امید نے تنہائی اور خلوت
نشینی مین مشغول کیا تو آپ نے فرمایا کہ اوسکی کیا حقیقت ہے جس بادشاہ
کی ید قدرت مین یہ سب ہے اگر تو اوسکے ساتہ محبت کرے تو یہ سب بہول جائے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کون عمل سب اعمال سے افضل ہے تو فرمایا
کہ خدا کی محبت اور جو کچہ اوسنے کیا اوسپر راضی رہنا۔ حضرت شہاب الدین
پیر زادہؒ نے فرمایا کہ دوستی مین عالم شوق و اشتیاق ایسا غالب ہو۔ کہ
اوسپر ہزار تیغ مارین اور اوسکو خبر نہو۔ خواجہ اجلؒ نے فرمایا کہ سچی دوستی وہ ہے
کہ ذرہ ذرہ گوشت کے ٹکڑے کرکے جلادین اور خاک سیاہ کردین دم نہ مارے
حضرت شیخ ضیف الدینؒ نے فرمایا کہ ہمیشہ اوسپر صدمہ پہونچتے رہین۔ اور وہ
مشاہدہ دوست مین بہولا رہے۔ حضرت مالک بن دینار فرماتے ہین کہ اوس کو
درد و مصیبت رنج و محنت جتنی پہونچے اوسپر راضی ہو۔ حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ
فرماتے ہین کہ سچی قیمت وہی ہے کہ تمام عظمت و شوکت کے ساتہ ساتون دوزخ

اوسکے دہنی ہاتھہ پر رکھہ دی جایئن جب تک مرضی آلہی نہ ہو بایئن ہاتھہ پر رکھنے کا
سوال نکرے۔ عاشقون سے صدق ومحبت ہی کا سوال ہوگا۔ عارف ایسا ہونا چاہئے
کہ اپنے حال سے فانی اور مشاہدہ دوست مین باقی۔ اور اوسکے اعمال کا مالک حقیقی
متولی رہے اپنی ذات پر اوسکو اختیار نہو عرش بریں تک قرار نہ پکڑے۔ حضرت عثمان
ہرونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ عاشق سوائے دوست کے کہین دل نہین لگاتا۔
عارف وہ ہے کہ صیح مستغرق ہو کہ کچھہ خبر دار ہی نہ ہو۔ عارف وہ ہے جسکو محبت مین
عجب نہ ہو۔ خواطر نفس بند کرلئے جایئن۔ بدگمانی خلق سے بچا رہے عارف وہ ہین
جو اللہ صاحب سے کچھہ مانگتے ہین۔ زہد صرف ایک طاعت ہے۔ عایذ اسرار آلہی کو
کیا جانے۔ عالم کو علم کی زنجیرون مین جکڑے ہوئے ہین۔ آثار تابعین مین لکھا ہے
کہ ایک شخص جنگل مین (۷۰) سال سے عالم تحیّر مین گہر گئے تہے۔ ناگاہ غیب سے (یا اللہ)
کی آواز آئی بمجرد سننے کے زمین پر گرپڑے۔ اور جان بحق تسلیم ہوئے۔ خداوند
کریم کل مومنین ومومنات کو اپنا ایسا عشق عطا فرما دے۔ آمین یارب العالمین۔
اور ہزارہا بزرگان دین نے شناخت عارف اور عاشق کے قواعد اپنے نزدیک
مرتب کئے ہین جسکو شوق ہو وہ کتبہائے متداولہ سے اپنا شوق پورا کرسکتا ہے
بہائی جان اب تمہارا ہی ایک سوال باقی ہے کہ اس علوم کے غامض ہونے پر
کیا دلیل ہے۔ پہلے ہم یہ عرض کرلیتے ہین کہ (علمہًا یا نقلہً) کی حد تک تو
استدلال ہوسکتا ہے جسکو اللہ صاحب نے قلم کی معرفت ہمکو پہونچایا۔ خود کلام
پاک اسکا موید ہے۔ بھلا یہ تو تبلائے کہ (علم الانسان مالم یعلم) سے کیا تغیر
ہوگئے۔ اور (علمناہ علما لدنا) سے وہ کونسا علم مراد ہے۔ پس ہم یقیناً کہہ سکتے ہین

ایک علم ایسا ہے جسکو انسان نہین جانتا۔ یہ سکھایا ہے علم لدنی

کہ جو علم قلم کی معرفت پہونچا ہے اوسکے علاوہ ایک اور علم ہے جسکو انسان نہین جانتا۔
اور وہ علم بے سیکھے اور حرف پڑھے حاصل یعنے عنایت ہوتا ہے۔ چنانچہ دارمی رضی اللہ عنہ
نے روایت کی اس حدیث شریف کی جسکا ترجمہ یہ ہے۔ (روایت کیا حسن بصری رحمۃ
اللہ علیہ نے کہا کہ علم دو ہین۔ پہر ایک علم تو دل مین ہے اور یہ علم نفع دیتا ہے۔ اور
ایک علم زبان پر ہے یہ علم حجت ہے اللہ عزوجل کے آدم پر۔ اور صاحب کشف الاسرار
نے لکھا ہے کہ مخفونکا علم یہی ہے۔ پس العزیز ہمارا یہ کہنا غلط نہوگا۔ کیونکہ یہ قیاس
اسکا مقتضی ہے کہ جو علم اکتسابی نہین جسکا تعلق صرف دل سے ہے اوسکی حقیقت کا
انکشاف بطریق استدلال خارج از عقل مانتے ہین کیا تامل ہے۔ العزیز قرآن
عظیم اس قصہ کا شاہد ہے۔ (قال لہ موسی ہل اتبعک علی ان تعلمن مما
علمت رشدا) ترجمہ کہا موسی علیہ السلام نے کیا پیروی کرون مین
تیری اس شرط پر کہ سکہا مجہے اوس چیز مین سے جو تجہے سکہایا۔ خیر پہونچانے پر
(قال انک لن تستطیع معی صبرا) ترجمہ تحقیق کہ تو نہ کرسکیگا صبر میرے ساتھہ
آخرکار یہی ہوا کہ (قال ہذا فراق بینی وبینک) ترجمہ کہا خضر علیہ السلام نے جدائی ہے
میرے اور تیرے درمیان۔ موسیٰ علی نبینا جیسے اولوالعزم نبی جنکو کتاب الہدا
اور شریعت جدیدہ ملی ہو وہ جاہل تو نہ ہوگا۔ مگر اس علم خاصہ مین محض استدلال
ہی ڈہونڈہنیکی وجہہ سے حضرت خضر علیہ السلام جنکی نبوّت مین علما کو گفتگو ہے۔
اتالیقی سے علیحدہ ہونا پڑا۔ یہہ جدائی کیون ہوئی محض استدلال ہی ڈہونڈہنیکی
وجہہ تہی۔ علم باطن کا ہوتا تو اس حدیث شریف سے ہی ظاہر ہے جو شرح سنت
مین ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ ترجمہ حدیث شریف۔ کہا فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ نازل کیا گیا قران ساتھہ نعت پر واسطے ہدایت کے اوسمین سے
ظاہر ہے اور باطن اور واسطے ہر ایک حد ظاہر و باطن کے مقام ہے بلند۔ پس معلوم
ہوا کہ علم باطن اور علم ظاہر دونون ہی ہین۔ اور ایک سے دوسرے مین بلحاظ مراتب
بدرجہا فرق ہے۔ پس بلا تامل قران مجید ہمکو سبق دیتا ہے کہ بیشک ایک ایسا علم ہے
جسکو ہم نہین جانتے۔ اور اللہ صاحب اپنے فضل سے جسکو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے
صوفیا ر صافیا رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صاف سچی محبت جسمین اون گندہ نالون
یا پہاڑی ندیون کے جوش وخروش کے سناٹو نکا غل نہین۔ بصفا شیرین آب رحمت
اونکی طبیعت کی رگون مین خود ہی سکون اور بردباری پیدا کرا دیتا ہے۔ ایسے
دریائے رحمت کا پیراگ وہی محب صادق ہوتا ہے جنکے تجارتی اخروے جہازات
نہایت ہی امن چین سے عبور کرتے ہین پہر ایسے پاک محبت کی کشتی والونکو
(ولا خوف علیہم ولا ھم یحزنون) یا دمخالف کا خوف ہی کیا ہے جنکے بادبانون
کو قدرتی محافظین امواج نرم ترم وہمی ہوا کی کسیقدر مدد سے آہستہ ہو چین گہوارہ
صداقت کو جہولا دیکر عمدہ سیر کراتے ہین۔ جنکی نہرین ایک دوسرے کی زراعت
اجناح و باغات حیات کو لطیف پانی پہونچا کر ریگستانی زمین کو بہی سرسبز شاداب
باغ پُر از بہار بنا دیتے ہین۔ جنکی بدولت عمدہ پہول پہل خوشن ذائقہ بے ارادہ
نصیب ہوتے ہین۔ عسر۔ یسر۔ نعمت۔ وبلا۔ رنج وراحت سے بیفکر۔ کبر ونخوت
کوسون دور۔ فروتنی۔ عاجزی۔ خوش خلقی۔ مسکنت۔ جنکے ہر رگ وریشہ سے ٹپکتی
ہوئے حسد۔ حقد۔ فسق فجور۔ ظلم وزیادتی۔ خیانت۔ فساد۔ بغاوت۔ دروغ گوئی۔ بد
نظری۔ اونکے پاس پہٹکتی نہین۔ صبر و شکر۔ توکل۔ تسلیم ورضا مین بے نظیر۔ یہی

لوگ صادق اور محبت مین بے مثل ہین جنکی پاک بے ریا محبت ہر ایک کے سینہ سے
مثل چہرۂ یا چشمہ ہائے لطیف بہ آہستگی بنا ہوا۔ بصورت دریا نمایان ہوتا ہے۔ بہلا
بہائی جان سچ تو کہنا کہ ایسے محب صادق کب اپنے آقائے ولی نعمی کے فرمان کے
خلاف کچہہ کر سکتے ہین۔ اُنکی تو اصلی غایت یہی ہوتی ہے کہ خلاف مرضی باعث خفگی
کوئی امر ظاہراً و باطناً سرزد نہو۔ اونکی زندگی خوف ورجا کے مابین ہے۔ اس موقع
پر ایک واقعہ لکہتے ہین وہ یہہ ہے کہ حضرت جنید بغدادیؒ سے بعض شخصون نے
پوچہا کہ حضرت احکام شریعت قرب الی اللہ کے پہونچانیکے ذرایع ہین۔ جب ہم
پہونچ چکے تو اب احکام شریعت ہم سے ساقط ہوگئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ
بیشک پہونچ تو گئے۔ مگر کہان تک۔ یعنے جہنم تک۔ چور اور زانی ان عقیدہ والون سے
بہتر ہین۔ مین اگر ہزار برس جیُون تو (فرایض تو فرایض) اپنے وضایف سے
بہی کچہہ کم نکرون۔ مگر عذر شرعی سے۔ یہان تک جب مان لیا گیا تو ہم یہ کہتے ہین۔ کہ
بہائی جان طبیعت کے غلو سے باز آ اور بیجا حملون سے اپنے کو بچا خاصکر بزرگان
دین مشائخان عظام کی شان مین منہہ لگا نیون سے اپنے کو روک اور یہ یاد رکہہ
کہ دوسرے علوم مین امتیاز جب ہی پیدا ہوگئے جسکو اوس مین ممارس دفراول
ہو۔ پہر بہی اگر یہ سوال ہو کہ علوم شرعیہ اور احکام اسلام متعلق بہ رسالت ہین۔
اور رسالت کا کام احکام پہونچاتا ہے عام اس سے کہ وہ عالم ہو یا جاہل خبردار
ہو سکے تو پہر یہ کیون کہا جاتا ہے کہ علوم صوفیا کے سمجہنے مین بہت مشکلات ہین
تو کیا یہ علم خارج از رسالت ہے۔ بہائی جان سائل کا سوال بلحاظ غلط فہمی ہے۔
اگرچہ کہ ہمنے مجملا تبلادیا ہے۔ اور بہی واضح طور پر ایک مثال مین تبلاتے ہین۔ مگر

مگر سائل سے ہم یہہ پوچھہ لیتے ہین کہ آیا علوم شرعیہ کے کل مسائل بطور عام ہر جاہل عامی
سمجھہ سکتا ہے یا نہین۔ فرض کرو کہ صاحب منصب فضائت سے صغر سن یا جاہل مطلق
مسایل نکاح اور طلاق وخلا۔ ورجعت۔ یا نان شبینہ کا محتاج قلاش مفلس قواعد وکات
مراسم حج کے احکام یا فرایض یعنے احکام ترکہ وغیرہ کو دریافت کرتا ہے اور اوسکی یہہ بہی
غایت ہے کہ استدلالی طریقہ پر احکام کے اشتباہ طاقتکی سمکلین بتلائے جائین۔
تو یہان مجیب کو ضرور تامل ہوگا۔ اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ دراصل مسایل اسلام
مشکل ہین اور نہ یہہ لازم آتا ہے کہ علوم شرعیہ خارج از رسالت ہین۔ بلکہ سکوت کے
لئے وجوہات ہین یا تو سائل کا جہل ہو۔ یا یہہ کہ وہ غیر مکلف ہو۔

بہائی جان مشکلات ان معنون سے نہین ہے کہ کسیکو یہہ علم پہونچ
ہی نہین سکتا۔ بلکہ مشکلات ان معنون کر ہے کہ جس شخص نے اس مدرسہ مین قدم رکہا پہلے
بسم اللہ شروع کرنیکے لئے جو قواعد کہ منضبط ہین اونہین جو مشکلات پیدا ہوتے ہین
اونہین اپنے کو ثابت قدم بنائے۔ اور آیندہ کیلئے استقلال کو ہاتہہ سے نجہوڑے
تو البتہ اوسوقت کسیقدر ان مشکل علوم کے حاصل کرنیکی استعداد رہنے کے
قابل متصور ہوگا۔ ہم دیکہہ رہے ہین کہ بتی جب ہی شعلہ قبول کرتی ہے۔ جب
اوسمین استعداد پیدا ہوجاتی ہے ہر قطرہ منی جب تک قابلیت نہین پیدا کرتا روح کے
پرتو کو تہام نہین سکتا۔ دور کیون جاؤ۔ ہر الف با منطق۔ قال قیل۔ پڑہنیوالا شمس
بازغہ۔ صدرہ۔ سلم۔ پڑہنا چاہے تو اوس سے بہی کہا جائیگا کہ بہائی ابہی اون کتابو
کے پڑہنے کے استعداد تم مین نہین۔ اونکے مضامین نہایت ادق اور پیچیدہ اور
تمہاری سمجھہ سے بہت دور ہین۔ وہ اگر یہہ کہے کہ کیا علم کوئی امشکل شئے ہے

یا راز ہے جو ہم نہین سمجھہ سکتے علم تو عام ہے اور سمجھنے ہی کے لئے ہے۔ اوسکا ایسا
کہنا ہر ذوی عقل کے نزدیک قابل حیرت ہوکر جواب جاہلان باشد خموشی۔ اور کیا ہوگا گو کہ
سمجہانیوالا بڑے پرلے درجہ کا عالم متبحر کیون نہ ہو اوسکو سایل کی استعداد اور
قابلیت ہی دیکہنی چاہئے۔ چنانچہ حدیث شریف اسکی موید ہے۔ (کلموا الناس
علی قدر عقولهم) ترجمہ بات کرو لوگون سے اونکی عقل کے مطابق۔ اور یہہ بہی
حدیث آئی ہے کہ ترجمہ حدیث شریف (روایت ہے اعمشؒ سے جو تابعی تہے کہا کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ آفت علم کی بہولنا اور ضایع کرنا اوسکا یہ ہے
کہ بیان کرے اوسکو روبرو نا اہل کے) رواہ دارمی بطریق مرسل۔ مصرع۔ فکر ہر کس
بقدر ہمت اوست) اب ہم اون احدیث کو بتلانے جو خاص علم تصوف کے مشکل
ہوتے پر وارد ہین۔ ترجمہ حدیث شریف (روایت ہے ابو الدرداؓ سے کہ کہا تہے
ہم ساتہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہر اوٹہائی نگاہ اپنے طرف آسمان کے
اور فرمایا یہہ ایسا وقت ہے کہ اوٹہا لیجاویگا علم لوگون سے یہان تک کہ طاقت
نہ رکہین گے تم اوس چیز پر۔) رواہ الترمذی اور یہ حدیث بہی اس علم کے مشکل ہونیکو
بتلاتی ہے۔ ترجمہ حدیث شریف (ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا یاد رکہا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو باسن۔ (یعنے دو علم) پہر ایک ان دونون مین سے پہلا
باٹنے تم مین۔ اور دوسرا کہ پہلاؤن مین اوسکو کاٹا جاوے یہہ گلا یعنے کہانا اتر
نیکی جگہہ) رواہ بخاری۔ العزیز۔ جسکو علوم اکتسابی کہتے ہین اسی کے حاصل
کرنے مین جو جو آفتین اور دقتین۔ اور مصائب پیش آتے ہین جسنے کچہہ بہی
پڑہا ہو اوسکا دل خود ہی گواہی دیگا کہ بیشک علوم کا تحصیل کرنا کچہہ آسان امر نہین۔

اور پہر ہر علم کے باریک باریک نکات اور ادق ادق مسایل کا حل کرنا تو نہایت ہی
مشکل ہے اور یہہ ایسا کام ہے کہ بہ سمجہنے اور سمجہانے والے دونونکا صرف اس
قابل ہونا ضرور ہے کہ مصنف نے جس مسئلہ کو کہولا ہے اوسکے انکشاف سے
اوسکی اصلی غایت کیا ہے۔ اور اوسکا کہنا کس وقعت سے عالم مین دیکہا جاتا ہے۔
اوسکے صدق اور کذب کی تصدیق اوسی زمانہ اور اوسی فن کی تصانیفات سے کرکے تطبیق
دینا۔ اوسکے علوم دانی کا اندازہ بلکہ (انظر ما قال ولا تنظر من قال) سے لکہنے والے سے قطع
نظر کر ہی لیجائے تو یہہ دیکہنا کہ کہان سے کہا یہہ ایک ایسا طویل سلسلہ ہے
کہ ایک امر کی صحت مین صدہا پیچیدگیون کو طے کرتے چلتا ہے۔ ایعزیز چہوٹی
سی پونجی والا ان دقتونکو کیا جانے اہل علم کے دلون سے اسکی حقیقت کو پوچہہ
علم تو علم ہر ہر فن کے حاصل کرنیمین ہی بہت ساری دشواریونکا سامنا ہے جب علوم
ظاہری ہی مین یہہ حال ہے تو چہ جائے کہ علوم عالیہ صوفیاء کرام جسمین معرفت
کردگار کے خزینہ کا شمہ گوشہ نصیب ہوتا ہے اوسکا مشکل نہ ہونا ہی بڑی حیرت کی
بات ہے۔ مزید بران بغیر تعلیم اور تعلم کے اوسپر اعتراضات کا جڑنا تو اور ہی حیرت
در حیرت ہے۔ کسی صاحب دل نے کیا خوب فرمایا ہے ؎ بسیار زور باید در کار
پہلوانی ؛ مرد ضعیف لاغر در پہلوان نگنجد ؛ در داستان ہر شش بیگانہ
را چہ مدخل ؛ آنکس کہ نیست محرم در داستان نگنجد ؛ این خاک بے ادب را
نسبت بہ او چہ باشد ؛ اما چو او نوازد کس در زبان نگنجد ؛
پس اس بیان سے ہماری غرض صرف اسمنی ہی ہے کہ تا وقتیکہ علوم عالیہ صوفیاء سے
ماہر نہ ہو اون پر نکتہ نگاہی کرنا محض فعل عبث ہے۔ اسوجہہ سے بزرگان دین نے

اپنے تصنیفات کو علماء ظواہر کی نظر سے بچنے کی رب العزت سے مناجاتین کی
ہین جاہل تو جاہل علماے ظواہر سے بہی یہان خدشہ ہے۔ چونکہ اون علوم خاصہ
کے نکات اونکی سمجہہ سے بہت پرے ہے۔ تو من چنین ہستم کا دعوی جہل سے
خالی نہین نادانونکا محققون پر دہاوا کرنا ایسا ہے جیسے کسی شخص کے پاس
(مہٹی) یعنی پرکلی کے شکار کا تو سامان نہین (مرل) یعنے بڑے بڑے مچہلیون
اور مگرون کے شکار کا دعوی۔ یا پدری بارنیکے لئے لیئہ ہو نہ پہنک شیر غران
سے مقابلہ ایسی حالت مین اوسکا یہ قصد خطر سے بہرا ہوا ہے۔ بجز ہلاک ہونیکے
کوئی نیک نتیجہ نہین پا سکتا پس اہل عقل اپنے کو کبہی خطر مین ڈالنا پسند نہین
کرتے۔ ایعزیز تو بہی اپنے کو ہلاکت سے بچا۔

مقصد دوم

اے طالب حق خدا تیرا شوق پورا کرے ہمارے کہنے کی ضرورت نہین تو خود ہی جانتا
ہے کہ سلف سے اجتک جنہون نے اس راہ مین قدم رکہا ہے برملا کہہ رہے ہین
بہت کٹہن ہے ڈگر پنگھٹ کی ؛ جو آوت ہے موجات ہے بہٹکی
درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار ؛ کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار
مگر اللہ جسکو راہ تبلاتا ہے (لنہدینہم سبلنا) جب تو ایسی دریاء ناپیدا کنار
مین غور سے کہا چاہتا ہے تو کسی ماہر فن سے مل ایسا نہ ہو کہ تلاطم امواج مین
تیرے ایمان کا جہاز غارت ہو۔ (اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین
انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین) جسکی مناجات ہے اگر یہ گروہ تیرا
بیڑا پار نہ کرین تو کچہہ مضایقہ نہین طوفان بے تمیزی کے گرداب مین الجہا کر

قعر دریا مین ڈوبنے نہ دین گے۔

چو ایشان از طریق راستگار لیست ؎ سزائے راستگاران رستگار لیست

اونکے باندہے ہوسے طرق تیز سے کسوٹی مین جب تو اوس سے کام لیگا تو یقین ہے کہ دُف دلی کی صدائے نفیری مین نہ اولجھیگا۔

نہ ہرکہ آئینہ دارد سکندری داند ؎ نہ ہرکہ سر تیراشد قلندری داند

(فاحذر و) کیا تو یہہ نہین جانتا کہ ہر شئے کی ایک علت غائی ہوتی ہے۔ پہلے تو اپنے شوق کی علت غائی تو معلوم کرلے وہ کیا ہے۔ علم تصوف سے یا اور علم تصوف کی علت غائی معلوم کردہ معرفت کردگار ہے اور معرفت رب العزت کی علت غائی تقرب اور مشاہدہ ہے پہلے ہم مشاہدہ کے نسبت عوام کا خیال ظاہر کرکے کسیقدر اوسکی حقیقت کہو لین گے۔ من بعد قرب کے منازل۔ العزیز آپکے زمانہ مین علم دین عنقا ہوگیا ہے۔ اسلئے عوام خیالی فرضی قواعد مستنبط کرکے زعم کرتے ہین کہ اپنے ذہن مین تصور کی عادت کرنے سے مشاہدہ حاصل ہوتا ہے اور بزرگان دین کا کیا ہوا حملہ (فنا) جسکی اصل ماہیت سے منزلون دور رگار و نیکا تماشہ اور شعبدہ بازون کی دوکان بنا رکہے ہین۔ ہائے افسوس انکی غلط فہمی اور جہل نے یہ بات پیدا کرادی کہ ہر کس و ناکس صوفیاء کرام کے نسبت نہ پہنچنا فیان کرنے لگا۔ حاشا وکلا دعوی فنائیت اور مشاہدہ چہوٹا منہہ بڑی بات تصور مین حاصل ہونا ــــ این خیال است و محال است جنون۔ میان نطق تا انسان مین ایک جوہر رکہا گیا ہی جسکی بدولت قوت ممیزہ اشیاء کی ادراک کرسکتی ہی وہ عقل ہی جسکی معنی پا دربستن کی ہین یہ ہی ایک پونجی ہے جو ہشت اشکال کو نتایج کیلئے آمادہ کرتی ہی یعنی مجہولات کو معلومات تصدیقی تک پہونچاتی ہے

اور ظاہر ہے کہ وہ معلومات تصدیقی ذہنی نظری ہونگے یا بدیہی۔ بدیہیات مین تو گفتگو کی ضرورت ہی نہین۔ ہان معلومات ذہنی جسکا مدار محض تصور پر مبنی ہے۔ اگرچہ کہ وہ تصور مع شئے کی وجہ سے تصدیق کے مرتبہ پر آجاتا ہے۔ لیکن یہہ یاد رہے کہ ہر مجہول بلاحجت معلومات تصدیقی نہین ہوسکتا کیونکہ یہہ قاعدہ ہے کہ مجہول تصدیقی اگر دعوی ہے تو معلومات تصدیقی اوسکی دلیل ہوگے۔ پس بدین لحاظ جو مشاہدہ کہ ذہن کے غور سے ہوگا جسکو عقل مدرک کرین گی۔ وہ عالم شہادت سے ہے اور تو بہی تو عالم شہادت ہی مین ہے۔ اور تو جسکے مشاہدہ کے آرزو کرتا ہے وہ عقل و فہم سے (اوراء الوراء ہے) چونکہ عقل اور فہم ادراک یہہ سب تیری ذات سے بقا مین اور تیری بقا کا حال تو تو خود جانتا ہی ہوگا جو عدم محض ہے اور تو جسکو چاہتا ہے وہ موجود باالذات ہے۔ وہ اپنے وجود مین محتاج غیر نہین اور تو سرے ہی سے از سر تا پا محتاج۔ اور یہ سب کے پاس مسلمہ مسئلہ ہے کہ (العالم حادثا) جب تصور اور تصور کنندہ داخل عالم ہے اور عالم حادث اور فانی تو نتیجہ یہہ نکلا کہ عالم حدوث سے جو تصور کیا جائیگا وہ ناقص ہے۔

خیالات نادان خلوت نشین	بہم برکند از عافیت کفر و دین
آگاہ نئی تب درون را	نشتر چہ زنی رگ بیرون را

مشاہدہ حق ذہن مین ہونا محال عادی ہوکیا محال عقلی ہے۔ عقل اور ادراک مین آنیوالا لایق خدائی نہین۔ خداوند جلیل ان سب عیب و نقصانات سے پاک اور منزہ ہے (وہو اطور ورا الطور العقل)۔

وجود محض مطلق بے چون و بیچگونہ	از وہم فہم بیرون اندر بیان نگنجد

ای طالب حق اس بیان سے تجھے اشتباہ ہوکر یہہ سوال کریگا کہ کل حقایق اشیاء
قوت متمیزہ سے مدرک ہوکر مثمر یہ نتیجہ ہوتے ہین اور سب حکما اسیطرف گئے ہین تو یہہ
کیونکر صادق آسکتا ہے کہ عقول انسانیہ مشاہدہ جلوہ حق سے قاصر ہین ولو بالفرض
یہہ مان ہی لیا جائیگا تو مشاہدہ محال ثابت ہوگا۔ پس امر محال مین جہد تحصیل حاصل ہوئے
اور لفظ مشاہدہ کالعدم ہوگا۔ اور اگر مشاہدہ ممکن ہے تو اخذ حظوظ مشاہدہ جب ادراک
ہی نہو تو کون کریگا۔ میان ہم اوپر بتلا چکے ہین کہ معرفت صور اشیاء بلا نسبت و بہ نسبت
کا دلالت عقلیہ یا طبعیہ وضعیہ سے۔ یا مشاہدات و تجربیات وحدسیات سے یا علوم نظری
و بدیہی سے جو موصل بہ تصدیق دیگر ہون مشاہدہ حق کیلئے حجت یا دلیل نہین ہوسکتی
چونکہ تصور و تصدیق بقائے قوت حسیہ کا نتیجہ ہے۔ اور قوت حسیہ حسب استعداد علوم
محصلہ بلند پروازیان کرسکتی ہے۔ اور علوم اشیاء تجربیات و وضعیہ انسانیہ ہے
جو خطائے حسی کو شامل ہے بمصداق اسکے (المجتهد يخطي ويصيب) پس معرفت
اشیاء عالم ہی مین عقول انسانیہ اغلاط سے بچ نہین سکتے تو چہ جائے کہ اوس
بے مثل اور بے مانند کا مشاہدہ جو عجز و نقص احتیاج الی الغیر سے پاک ہے صرف
عقل کیونکر پاسکتی ہے۔ تو یہہ کہیگا کہ شئے مجہول کے معلوم کرنے مین اگر غلطی واقع
ہوگی تو آگے چلکر تجربیات زمانہ اوسکو غیر منتج نہین رکہہ سکتا۔ بیشک یہہ اعتراض ٹہیک
تو ہے مگر اوسپر ذرا غور تو کر تو جسکا نتیجہ نکالا وہ ہم مثل ہے۔ یعنے اسباب عالم ہی
مین تو اور وہ شئے مجہول جسکا تو معرف ہوا ممکنات مین خارج نہین۔ اب تجہے مشاہدہ
کے محل ہونیکے نسبت جو اشکال ہین اوسکا بطلان یون ہوسکتا ہے۔ کہ یہ حکما کا
مسلمہ مسئلہ ہے کہ کسی شئے کی عدم واقفیت اور جہل سے وجود شئے کا انکار لازمی نہین

اے میرے پیارے دوست اب صرف تیرے اشکال آخر الذکر کا جواب باقی ہے۔
انشاء اللہ اوسکو بہی دوسرے موقع پر ظاہر کرینگے۔ تجہے یہ تو معلوم ہو چکا ہوگا کہ صور تصوری
تخیل و تشکی و وہمی سے نتائج مہملہ مرتب کرکے علت کو معلول کے جانب لیجانا جہل مرکب ہے۔
اور یہہ بہی ہم تجہے آگاہ کئے دیتے ہین۔ کہ کوتہ اندیشون نے عقل کو جواہر خمسہ مین
شمار کر رکہا ہے۔ یہہ اونکی غفلت ہے۔ پہلے تو عقل جواہر خمسہ ہو نہین سکتی اسوجہہ
سے کہ عقل معقولات سے بذات خود ادراک نہین کرتی۔ تا وقتیکہ وہ امور محسوسات
سے مناسبت نہ رکہتے ہون۔ اور جن امور کو محسوسات سے کوئی نسبت نہین شبیہہ
و مثال جسکا پیدا نہو وہان عقل کب ادراک کرسکتی ہے۔ ہان قلب۔ روح۔ سر خفی
اخفا۔ انکو اگر جواہر خمسہ کہا جائے تو غلطی نہ ہوگی۔ کیونکہ محسوسات کو انسے کوئی مناسبت
نہین۔ ای طالب حق حقیقت مشاہدہ کا اظہار احاطہ تحریر اور تقریر دونون سے باہر ہے
مگر مشتی نمونہ بیان کئے دیتے ہین۔ میان علم تصوف بہت وسیع علم ہے جب تک
کسیقدر راہ مین تجہے کچہہ حصول نہو مشاہدہ حق کا دعوے کرنا فعل عبث ہے۔ مقصود
سیر و سلوک سے تزکیہ نفس ہے۔ اور یہہ دولت وابستہ بفنا ہے۔ سلوک معرفت
اجمالی کے مفصل ہونیکا نام ہے۔ اور اوسکا استدلال کشفی ہے انکار دولت است
کنون تا رسم) یہہ یاد رہے کہ عام محاورہ کے موافق حکما کو صرف اخلاق حمیدہ ظاہری
اور تدبیر منزل کا علم عطا ہوا ہے۔ اس دولت بے انتہا کی بو سے وہ کوسون دور
ہین (وما اوتيتم من العلم الا قليلا) جو لوگ کہ حقایق اشیاء سے بحث کرکے
عقول ضعیفہ کے زعم مین معلول کو علت کے جانب اور علت کو معلول کے جانب
لیجاکر دوسرون پر طعن کرتے ہین وہ گمراہی مین ہین نفس الامر وہ عاقل نہین

بلکہ جاہل ہین۔ (ھم السفھاؤ) جنکے حق مین خداوند کریم فرماتا ہے۔ہان عالم اجسام اور عالم ملکوت مین جنکا تصرف ہوتا ہے۔شریعت جدیدہ۔اور کتاب الہدا جنکو عطا ہوتی ہے۔اور وہ اشیا جو حس سے خارج مین ہین اونکو دکہلائے جاتے ہین۔وہ نبی اور پیغمبر ہین۔

روحانی لوگ اونکی اطاعت کرتے ہین خلاق عالم کے جانب سے جو قدرت بالغہ مین خود اپنا آپ مظہر ہے۔نشانیان عطا ہوتی ہین۔وہ کیا ہین۔یعنے معجزہ پس انہین کی اطاعت و پیروی اطاعت خدا ہے۔فرمایا رب العزت نے سورہ آل عمران مین۔ (قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ یغفر لکم ذنوبکم واللّٰہ غفور الرحیم) ترجمہ کہہ اگر تم محبت رکہتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو کہ اللہ تمکو چاہے اور بخشے گناہ تمہارے۔اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔اسکی صداقت ہے اسی قاعدہ سے صوفیا کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔اشیا سے تو بحث کرتے ہین۔مگر بوساطت راہ بر کامل اشرف مخلوقات سید البشر خاتم النبین حبیب رب العالمین رسول اکرم سردار دو عالم نبی مکرم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تفصیل کے لئے مخلوق سے خالق اور مالک الملک ذات لایدرک مستغنی عن الموجد کے طرف سیر مین مشغول ہوتے ہین۔پس ای طالب حق (واتبعو لعلکم تھتدون) کے دائرہ سے باہر بجا بزرگان دین (واتبعو الرسول لعلکم ترحمون) کی متابعت سے شمہ برابر بہی خلاف ورزی احکام کو راہ نہین دیے جو خدا کے حکم سے اور اسکے رسول کی تابعداری کرتے ہین ضرور وہی فلاح پانیوالے ہین صاحب اتقا اور مومن یہی لوگ ہین۔جنکی شان مین اللہ صاحب فرماتا ہے

(اولئک علی ھدی من ربھم و اولئک ھم المفلحون) کیونکہ یہی لوگ (یومنون بالغیب) کی تعریف مین آتے ہین۔خلاف کرنیوالے زمرہ خاسرین مین ہین اور سواد اعظم بہی اسی پر ہے ای طالب مولی کمالات انسانیہ حاصل کیا چاہتا ہے تو صحت ایمان۔حسن معاشرت۔تہذیب نفس درکار ہے۔اور اوسکے حاصل کرنیکو علم چاہئے۔ اور علم کے لئے اسباب ثلثہ یعنے حواس سلیمہ سچی خبر۔عقل اور الہام۔اور جامع جمیع ہمہ صفات علوم عالیہ شریعت مطہرہ ہے۔عوام اس غلطی مین ہین کہ شریعت اور طریقت۔ حقیقت۔ومعرفت۔سب جدا جدا ہین۔یہ اونکی سمجہہ کی غلطی ہے۔اونہون نے یہ سنا ہین۔الشریعت اقوالی۔الطریقت افعالی۔والحقیقت احوالی۔والمعرفت اعزاقی۔اور مشائخین عظام کا یہہ بیان ہے کہ الشریعت کالسفینت۔والطریقت کالبحر۔والحقیقت کالصدف۔والمعرفت کالدر۔فمن اراد الدر رکب السفینت ثم شرع فی البحر ثم وصل الدر۔ومن ترک ھذا الترتیب لم یصل الی الدر۔اور اجماع اسلاف ہے۔تو ہمکو یہ کہنے مین کیا تامل ہے۔کہ جو شریعت ہے وہی معرفت۔حقیقت۔طریقت ہے۔اور صاف بیان یہ ہے کہ ایمان۔اور اسلام۔اور احسان۔اسی مجموعہ کا نام شریعت ہے۔علم۔عمل۔اخلاص کے دائرہ سے باہر کبہی کسی صورت سے شریعت ہو نہین سکتی۔کیونکہ اسلام اعمال ظاہری کا نام ہے۔اور ایمان اعتقاد و باطنی سے مراد ہے۔اور اخلاص احسان ہے۔یعنے حضوری۔اور یہی تصوف۔اور فقیری ہے۔مقدم حصول شریعت ہی ہے۔جب تجہے شریعت حاصل ہوئی تو گویا رضاء حق تعالی کو تو نے حاصل کیا۔یعنے ایمان۔اور اسلام تکمیل شریعت کے لئے ضروری ہین۔جب تو جزء ثالث کو پورا کیا تو شریعت کو کامل کیا۔سعادت دنیویہ

اور اخرویہ اگر مقصود ہے تو شریعت کے ہر سہ جزو کا عمل بن انہین سے اگر کسی کا تارک ہوا تو غایت شریعت سے بے نصیب رہا۔ خبردار خبردار عوام کے دہوکے مین بہت جا علمائے سوء سے جیسے دین کی بربادی ہے مشایخان سوء بہی ویسے ہی ہین۔ فرضیات چہٹ نوافل تبلاکر تیری مٹی برباد کرین گے۔

اور اصل رہبری سے اونکو کوئی مطلب نہین دنیا طلبی مقصود ہے۔ مگر در پردہ یہہ یاد رکہہ جب تک اصول نہ پکڑیگا۔ فروعات سے کیا ثمرہ پائیگا۔ ہرگد اے مرد میدان کہ شود ؎ پشہ آخر سلیمان کہ شود ؎ ہان ہماری تقریر بہت دور گئی مختصر یہہ ہے کہ میان تیرا مدعا حصول احسان مین ہے۔ اس مقام پر ہم اوس حدیث متفق علیہ کو تبلانا مناسب سمجھتے ہین۔ جسمین بخاری اور مسلم کو اتفاق ہے۔

اس حدیث شریف کا ذکر اسلئے کیا جاتا ہے۔ کہ وہ لوگ متنبہ ہو جائین۔ جو تصوف کو خارج شریعت جانتے ہین۔ اور وہ گروہ جو تصوف کو ادلہ شرعی سے خارج سمجھے ہوئے ہین۔ میان کل محدثین کا اسپر اتفاق ہے کہ یہہ حدیث ام الحدیث ہے۔ جسکو حدیث جبرئیل بہی کہتے ہین۔ (قال عمر بن الخطاب الاسلام ان تشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ ویقیم الصلوٰۃ وتوتی الزکات وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا۔ قال لجبریل حین جاءہ علی صورۃ رجل فقال صدقت۔ قال فاخبرنی عن الایمان قال ان تومن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسولہ والیوم الاخر وتومن بالقدر خیرہ وشرہ قال صدقت۔ قال فاخبرنی عن الاحسان قال ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔) ترجمہ از صاحب مشارق الانوار

ترجمہ از صاحب مشارق الانوار۔

بخاری اور مسلم مین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو اوسکی گواہی دے سوائے خدا کے کوئی بندگی کے لائق نہین۔ اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہین۔ اور یہہ کہ نماز کو ٹہیک پڑہے اور زکواۃ دے۔ اور رمضان کا روزہ رکہے۔ اور خانۂ خدا کا حج کرے اگر تجہکو اوس کے راہ کی طاقت ہو۔ یعنے بشرط خرچ اور سواری کے۔ یہہ حضرت نے حضرت جبرئیل سے کہا کہ جب جبرئیل حضرت کے پاس ایک مرد کی صورت پر آئے تہے۔ سو اونہون نے کہا کہ تمنے سچ کہا جبرئیل نے کہا کہ مجہکو ایمان کی حقیقت تبلائی۔ حضرت نے فرمایا ایمان یہ ہے۔ کہ تو دل سے مانے اللہ کو اور اوسکے فرشتون کو اور اوسکی کتابون کو اور اوسکے پیغمبرونکو اور پچہلے دن کو یعنے قیامت کو اور تقدیر کو مانے بہلے یا برے۔ جبرئیل نے کہا کہ تمنے سچ کہا۔ جبرئیل نے کہا کہ احسان اور اخلاص کی حقیقت فرمائی حضرت نے فرمایا کہ احسان یہہ ہے کہ اللہ کی ایسی طرح عبادت کرے کہ جیسے اوسکو دیکہہ رہا ہو۔ سو اگر اسی طرحکا دیکہنا تجہسے نہو سکے تو یون جان کہ وہی تجہہ کو دیکہتا ہے۔ اسی حدیث شریف کے تحت صاحب مشارق الانوار فائدہ مین لکہتے ہین۔ دین کی بناد فقہ۔ اور کلام اور تصوف پر ہے۔ اسلام اشارہ ہے۔ فقہ کا جسمین اعتقادات ہین۔ اور احسان تصوف جس مین حق الیقین اور مشاہدہ اور مراقبہ ہے۔ دین مین کامل وہی ہے۔ جو فقہ اور کلام اور تصوف کا جامع ہو جسمین ان تینون سے بعض ہو اور بعض نہو وہ ناقص اور کچا ہے۔) الخ۔

اور یہہ کل صوفیاء کا متفقہ قول ہے کہ درویش بے فقہ کے شیطان ہے اور فقیہ بے درویشی کے زاہد خشک اور قالب بے روح ہے اسلئے کہ ہر عمل بدون نیت خالص اور بے شوق۔ اور حضور دل کے ناتمام ہے۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول بہی اسی باتکا موید ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اخلاص مستلزم مقام رضا ہے اسلئے پہلے تجہے ایمان اور اسلام کی منزل طے کرکے سلوک مین قدم رکہنا چاہئے۔ العزیز نہایت مقام سلوک جزبہ ہے۔ مگر اسکا ضرور خیال رکہنا کہ ہر مقام کے لئے علم و معارف جدا ہین۔ کہین احوال و مواجید ہے۔ کہین ذکر و فکر و توجہہ۔ کہین تلاوت۔ و نماز۔ کہین محض جزبہ ہے۔ کہین سلوک۔ اور بعض جگہہ جزبہ اور سلوک دونون متمزج ہوتے ہین۔ اور کہین جزبہ کو سلوک سے مساس نہین۔ اور نہ سلوک کو جزبہ سے تعلق۔ ان باتون کی حقیقت پیر کے ارشادات پر چلنے سے کہلیگی۔ اور محبت ذاتیہ نصیب ہوگی۔ اور اسی کا نام فنا ہے ان استہلاک۔ اضمحلال بی نسبت فنا ہاتہہ آتی ہی ہے سبب محبت ذاتیہ علامت فنا۔ اور فنا عبارت نسیان از ماسوا اللہ میان جب تک تمام علوم ساحت سینہ سے منفک نہ ہون اور جہل مطلق نہو فنا کے مزہ سے تو ہرگز بہرور نہین ہو سکتا۔ اور غایت مانی الباب قبل از بقا جہالت محض ہے۔ اور اس صفت کے نصیب ہونیکے بعد جہل۔ اور علم دونونکا اجماع ہو جاتا ہے عین نادانی شعور ہے۔ اور عین حیرت حضوری یہی مرتبہ حق الیقین ہے تجلیات سہ گانہ یہین نصیب ہوتے ہین۔ اور یہہ خوب یاد رکہہ کہ ہر قسم کی تجلی صوری سیر آفاقی مین داخل ہے۔ جو علم الیقین کا مرتبہ ہے۔ بہائی جان اب تیرے اوس سوال کا جواب سن لے۔ کہ بلا ادراک حظ مشاہدہ کسکو ہوگا۔

العزیز۔ جب تجہے فنا نصیب ہوگی تو تو مرکز فیضان آلہی بنا۔ پس وہی تیری بقا ہے جب ایک عالم مین تو فنا ہوا تو دوسرے عالم کا مشاہدہ لازمی ٹہرا۔ خواب اور بیداری اسکی مثال کیلئے تشبیہہ ہو سکتی ہے اہی طالب حق علم تصوف بہت وسیع علم ہے۔ جن امور کا ہمنے اجمالی طریقہ پر ذکر کیا ہے۔ تفصیل کا اگر تجہے شوق ہے تو بزرگان سلف جن شبیرون نے ہمارے لئے راستہ پاک اور صاف کر گئے ہین۔ اونکی کتابین مبسوط و مطول موجود ہین۔ اونسے اپنا شوق اور مذاق پورا کر سکتا ہے۔ خداوند کریم کو اگر منظور ہے تو انشاء اللہ تعالی ہم اصل حقیقت مشاہدہ۔ اور جزبہ۔ اور سلوک۔ اور اوسکی ماہیت اور اوسکے حصول کے طرق اور فنا کے مدارج معہ اوسکے لوازمات کے ہدیہ ناظرین کرینگے۔ تشبیہہ اور رمز بہہ کو بہی تبلائینگے۔ العزیز ناکامیابی پر ناخوش نہ ہو۔ استقامت قبول کر۔ حیرت اور جہل دائمی کا خوگر ہو۔

مصرع۔ کار انیست وغیر این ہمہ ہیچ۔

بہائی جان۔ اس مختصر رسالہ مین ہمنے کسی مسئلہ پر بحث کی۔ اور نہ تفہیم مسائل کرنا مقصود تہا۔ غرض صرف استحکام عقائد ہے۔ کیونکہ نادانستہ لوگ بزرگان سلف کے کہے ہوئے الفاظ اور جملونکو تیتی بناکر جال پہینکتے ہین۔ تاکہ خوش عقیدہ ان پہندون سے جا نہ سکین جب تیرے ہاتہہ مین بٹ اور میزان ہے جسکو مجملاً ہم اوپر بیان کر آئے ہین۔ کہوٹے کہرے کا تمیز کرکے الحاد اور زندقہ سے بچنے کی کوشش کریگا۔

اللہم اہدنا الاصراط المستقیم بحق محمد مصطفے و الہ و اصحابہ وسلم اجمعین۔

۲۰ ذی قعدہ سنہ ۱۳۱۷ ہجریہ